16

احمدی زمیندار پہلے کی نسبت غرباء کے لئے زیادہ غلہ جمع کریں

(فرمودہ 10 مئی 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کا نام اسلام رکھا ہے اور اسلام کے معنے سپرد کر دینے کے ہوتے ہیں اور اسلام کے معنے امن دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ گویا اسلام میں سارے اسلام کا خلاصہ آ گیا۔ یہ متفقہ بات ہے کہ اسلام نے دو باتوں یعنی تعلق باللہ اور شَفْقَت عَلَی النَّاس کا حکم دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا تعلق ہو جائے اور بنی نوع انسان پر شفقت کرے۔ اور اِسی چیز کا نام مذہب ہے۔ پس اسلام ایک ایسا لفظ چُنا گیا ہے جس میں یہ دونوں معنے ہیں کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دو اور دوسروں کو امن دو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ہمارے مذہب کا نام اسلام رکھ کر اس نام سے ہی مذہب کی ساری حقیقت کھول دی۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ہے ہمارے دین کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مذہب کا نام اسلام رکھا جس کے اندر مذہب کی تمام حقیقت آ گئی ہے۔ اور ہماری کتاب کا نام کَلَامُ اللّٰہ رکھا اور کَلَامُ اللّٰہ کے معنے یہ ہیں کہ جو کچھ اس میں ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بندے کا اس میں کچھ حصہ نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر حرکت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مگر دوسری کتب میں بہت کچھ تدَاخُل ہے۔ جب وہ درست تھیں تب بھی ان میں تدَاخُل تھا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ

ہے۔ اس میں بے شک الہامات ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی فقرہ ہوتا ہے کہ آج رات مجھے یہ الہام ہوا۔ یہ فقرہ اللہ تعالیٰ کا نہیں ہوتا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زائد کردہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت میں ایسے فقرات اس وقت بھی موجود تھے جب وہ صحیح تھی۔ پس وہ کتاب شروع میں بھی مکمل الہامی نہیں تھی۔ اسی طرح انجیل کا حال ہے۔ لیکن قرآن کریم میں یہ کہیں پتہ نہیں ملتا کہ فلاں رات مجھے یہ الہام ہوا۔ شروع سے لے کر آخر تک کَلَامُ اللّٰہ ہے۔ پس ایک ہی مذہب ہے جس میں خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اسلام رکھا ہے۔ یعنی اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور بنی نوع انسان کو امن بخشنا۔ اور ایک ہی کتاب ہے جس میں کسی انسان کا قول نہیں اور اس کے نام کَلَامُ اللّٰہ میں ہی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ یہ زائد بات بھی کہہ لو کہ ہم جس نام سے خدا تعالیٰ کو پکارتے ہیں اس نام سے کوئی اور مذہب اسے نہیں پکارتا۔ باقی سب نام مرکّب ہیں جو دوسروں کے لئے بھی استعمال ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہندو پرم ایشور کہتے ہیں۔ جس کے معنے ہیں بڑی روح۔ گاڈ (God) بھی مرکب استعمال ہوتا ہے لیکن یہ نام مرکّب نہیں۔ پھر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام بھی اسم بامسمّٰی ہے۔ جیسے اللہ کے معنے ہیں تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہستی۔ اسی طرح محمدؐ کے معنے ہیں جس کی مذمت کوئی نہ کر سکے۔ چنانچہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایک دفعہ دشمنوں نے گالیاں دیں۔ تو صحابہؓ بڑے جوش میں آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں جوش میں آتے ہو وہ مجھے کب گالیاں دیتے ہیں وہ تو مُذَمَّمْ کو گالیاں دیتے ہیں۔ مَیں تو محمد ہوں۔ 1 عرب کے لوگ یہ جانتے تھے کہ ان کا نام محمدؐ ہے اور محمدؐ نام لے کر گالی دینا مضحکہ خیز ہے۔ اس لئے عرب کے لوگ آپؐ کو مُذَمَّمْ کہہ کر گالی دیتے۔ پس ہمارے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بھی وہ نام ملا جس کے ساتھ کوئی گالی نہیں دے سکتا۔ اور ہمارے خدا کا وہ نام ہے جو کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔ اور ہمارے مذہب کا وہ نام ہے جس میں وہ دونوں خصوصیات شامل ہیں جن کے لئے مذہب آیا کرتا ہے۔ اور ہماری کتاب کو وہ نام ملا ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں صرف اور صرف الہام ہی درج ہے۔ مگر کیا ہم نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے؟ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔

جس طرح اُنگلی کو اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تمام جسم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مسلمانوں میں سے کسی کو تکلیف پہنچے تو ضرور ہے کہ باقیوں کو بھی تکلیف پہنچے۔2

پچھلے سال گندم کا بھاؤ آٹھ نو روپے مَن کے درمیان تھا۔ اب نو اور گیارہ کے درمیان ہے۔ قادیان میں ساڑھے دس روپے من کے حساب سے بھی گندم بِکی ہے اور گیہوں کی اتنی قیمت ادا کر کے ہر ایک کہاں گندم خرید سکتا ہے۔ ہندوستان میں چپڑاسی کی تنخواہ آٹھ روپے ہوتی تھی۔ آجکل بیس روپے ہے۔ نو دس روپے مہنگائی الاؤنس مل جاتا ہے۔ اگر ہر ایک کے گھر میں اوسطاً دو بچے ہوں تو ایک گھر کے افراد کی تعداد چار بن جاتی ہے۔ اگر ایک فرد ماہوار پندرہ سیر گندم کھائے تو ایک ماہ میں ساٹھ سیر یعنی پندرہ روپے کی گندم خرچ ہو گی۔ اس کے علاوہ دوسری ضروریات بھی ہوتی ہیں۔ دال، سالن، کپڑے وغیرہ۔ پھر بعض دفعہ بیماری بھی آجاتی ہے۔ اور ان پر باقی رقم خرچ ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں غرباء پر جو کچھ گزرتی ہے وہ یقیناً ایک مصیبت ہوتی ہے۔ مگر ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کیا ہماری جماعت اس مصیبت سے آزاد ہے؟ اگر ہے تو پھر بے شک ہماری جماعت آرام سے سوئے۔ لیکن اگر حقیقتاً ہماری جماعت غریبوں کی ہے اور اگر اس وقت ہمارے کچھ بھائی فاقہ کشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور دوسروں کے دلوں میں درد پیدا نہ ہو تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اسلام پر عمل کیا ہے۔ پچھلے سالوں میں ہم غرباء کو پانچ پانچ ماہ کا غلہ دیتے رہے ہیں اور اس سے قیمت نصف پر آجاتی ہے۔ اگرچہ یہ مدد بہت کم ہے لیکن اس طرح ہم ان کے بوجھ کو ایک حد تک کم کر دیتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں نے ہمیشہ اس تحریک میں حصہ لیا ہے لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے پورے جوش سے حصہ نہیں لیا حالانکہ یہ ایمان کی ادنیٰ علامت ہے کہ غرباء کا خیال رکھا جائے۔ اسی طرح قادیان کے افراد نے بھی پورے طور پر قربانی نہیں کی۔

حقیقت میں مومن وہ ہوتا ہے جو اپنے مومن بھائی کا مصیبت کے وقت حصہ دار ہو۔ احادیث میں آتا ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو رستہ میں کھانے کی کمی واقع ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے۔ چنانچہ آپؐ نے سب چیزیں جمع کر لیں اور ان سب کو ملا کر بطور راشن سب میں برابر تقسیم کرنا شروع فرما دیا۔3

لوگ سمجھتے ہیں کہ انگریزوں نے راشن سسٹم جاری کیا ہے حالانکہ رسول کریم ﷺ آج سے تیرہ سو سال پہلے اس پر عمل فرما چکے ہیں۔ آپ نے سب چیزیں جمع کر کے برابر برابر تقسیم کرنی شروع کر دیں۔ مثلاً اگر فی کس پانچ کھجوریں حصہ میں آتی تھیں تو جس شخص نے دس کھجوریں دی تھیں اس کو بھی پانچ ہی دی جاتیں اور جس نے ایک کھجور بھی نہ دی تھی اس کو بھی پانچ کھجوریں دی جاتیں۔ پس جب زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے اُس وقت مالدار اور غیر مالدار کا سوال نہیں رہتا بلکہ ہر فرد جو اپنے دوسرے بھائی کی کچھ مدد کر سکتا ہے اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی جان بچانے کی کوشش کرے۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے اور بیرونی جماعتوں نے تو اس کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں۔ حالانکہ غلہ کی قیمت کے بڑھ جانے سے زمینداروں کی حالت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہو گئی ہے اور اس سال پچھلے سالوں کی نسبت گندم کی قیمت میں بھی پچیس فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے۔ عام طور پر زیادہ خرچ کھانے کا ہی ہوتا ہے۔ لیکن گندم زمیندار کے گھر کی ہوتی ہے وہ اپنے لئے ایک سال کا خرچ گندم میں سے رکھ لیتا ہے اور باقی بیچ ڈالتا ہے۔ فرض کرو ایک زمیندار کی آمد پہلے ایک سو روپیہ تھی تو اَب گرانی کی وجہ سے اس کی آمد کئی سو روپیہ ہو گئی ہے۔ گو اس سال بے شک فصلیں کم ہوئی ہیں لیکن گندم کی قیمت میں جو پچیس فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے وہ اس کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ بہرحال زمینداروں کو اس معاملہ میں کوئی نقصان نہیں رہا۔ مصیبت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو گندم خرید کر کھاتے ہیں۔

مَیں نے پچھلے سالوں میں بھی تحریک کی تھی کہ زمینداروں میں سے جس کی گندم سو من ہو وہ ایک من غرباء کے لئے دے دے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا تین چار ہزار کے قریب مربع ہے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس میں سے ایک ہزار مربع میں گندم بوئی گئی تھی اور دس من فی ایکڑ اوسط رکھ لی جائے تو اڑھائی لاکھ من گندم ہو جاتی ہے۔ اگر سو مَن پر ایک من غلہ لیا جائے تو اڑھائی ہزار من گندم ہمیں مربع والے زمینداروں سے نہایت آسانی کے ساتھ مل سکتی ہے۔ اور یہ گندم قادیان کے غرباء کے لئے کافی ہے۔ ہمیں چھوٹے زمینداروں پر

بوجھ ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ زمینداروں نے اس تحریک میں بہت کم حصہ لیا ہے اور زمینداروں کی نسبت شہریوں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔ شاید اس لئے کہ شہریوں میں تعلیم زیادہ ہے اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے وہ حقیقت کو جلدی سمجھ جاتے ہیں اور انہیں غریبوں کی تکلیف کا بہت احساس ہوتا ہے۔ پس مَیں اس سال زمینداروں کو خصوصاً تحریک کرتا ہوں کہ وہ پہلے کی نسبت غریبوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کریں۔

زمینداروں کے سوا دوسرے دوستوں کو بھی پوری توجہ کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق حصہ لینا چاہئے۔ جو لوگ بازار سے گندم خرید کر کھاتے ہیں ان کے لئے مَیں نے ان کے گھر کے سالانہ خرچ پر چالیس مَن پر ایک من کا چندہ رکھا ہے۔ یعنی جو شخص اپنے گھر کے سالانہ خرچ کے لئے چالیس من گندم خریدے وہ ایک من غرباء کے لئے دے۔ اور جو شخص بیس من خریدے وہ بیس سیر دے۔ اور جو شخص دس من خریدے وہ دس سیر دے۔ اور اگر وہ سالانہ خرچ کے برابر نہ خریدے تب بھی اسے اپنے ایک سال کے غلہ کے خرچ کے مطابق چالیسواں حصہ دینا چاہئے۔ چالیسواں حصہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم چالیس دن میں سے ایک دن اپنے بھائی کے لئے فاقہ کرتے ہو۔ کیا یہ بہتر ہے کہ تم چالیس دنوں میں سے ایک دن فاقہ کرو۔ یا یہ بہتر ہے کہ تم خود چالیس دن کھاؤ لیکن تمہارا بھائی چالیس دن فاقہ کرے۔ میرے نزدیک تمہارا چالیسواں حصہ اپنے غریب بھائیوں کے لئے دینا کوئی قربانی نہیں بلکہ یہ تو لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ تم اپنے اس طریق سے خدا تعالیٰ کے غضب کو دور کرو گے۔ اس کی رحمت کو اپنی طرف کھینچ سکو گے۔

ایک بات مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کی آمدنیاں زیادہ ہوں لیکن ان کو غلے کی ضرورت کم ہو وہ اس بات کا خیال نہ کریں کہ ہم نے چونکہ تھوڑا غلّہ خریدا ہے اس لئے ہم اِس کا چالیسواں حصہ ہی دیں گے بلکہ ان کو اپنی آمدنی کے مطابق غرباء کے لئے گندم دینی چاہئے۔ اسی طرح مَیں عورتوں پر بھی ذمہ داری ڈالتا ہوں کہ وہ گندم بچانے کی کوشش کریں۔ اگر عورتیں گندم بچانے کی کوشش کریں تو بہت کچھ بچا سکتی ہیں۔ بعض دفعہ گھر میں بُھلکے موجود ہوتے ہیں لیکن خاوند کو خوش کرنے کے لئے عورت کہتی ہے کہ مَیں ابھی آپ کو

دو گرم گرم پھلکے پکا دیتی ہوں۔ اسی طرح اَور بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اگر ان کا خیال رکھیں اور عورتیں کفایت شعاری سے کام لیں تو اخراجات کو کم کرکے اپنے لئے ثواب کا موقع پیدا کر سکتی ہیں اور اپنی طرف سے اس تحریک میں حصہ لے سکتی ہیں۔

مَیں کئی سال سے اس طرف توجہ دلا رہا ہوں اور اس سال پھر اس خطبہ کے ذریعہ سے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مصیبت کا سال ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے غریب بھائی فاقوں سے بے حال ہو جائیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ مصیبت کے وقت جو لوگ اپنا مال دوسروں کے لئے خرچ کرتے ہیں انہیں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے قُرب کی راہیں کھولتا ہے۔ جب ایک طرف تکلیف اور مصیبت کے دروازے کھلتے ہیں تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔ پس کوشش کرو کہ ان مصیبت کے ایام میں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو زیادہ سے زیادہ جذب کر سکو۔ زمینداروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے لئے ثواب حاصل کرنے کا خاص موقع پیدا ہوا ہے انہیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لائلپور، شیخوپورہ، سرگودھا، منٹگمری، ملتان اور سندھ کے زمیندار خاص طور پر میرے مخاطب ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ آسانیاں پیدا کی ہیں کہ ان کو نہروں سے پانی ملتا ہے اور ان کی فصلوں میں بارش کے نہ ہونے سے کوئی خاص کمی نہیں ہوتی۔ وہاں ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے غریب بھائیوں کی امداد کریں۔ سَو میں سے ایک مَن کی شرط تو مَیں نے چھوٹے زمینداروں کے لئے رکھی ہے اور جو بڑے زمیندار ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رستے میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیں۔ بڑے بڑے زمیندار جن کی گندم ہزار دو ہزار یا چار ہزار من یا دس ہزار من ہوتی ہے ان کے لئے سَو من پر ایک من دے دینا کوئی قربانی نہیں۔ جو شخص دس ہزار من غلّہ فروخت کرتا ہے اس کو اتنا روپیہ آتا ہے جو اس کی ضرورتوں سے بہر حال زیادہ ہوتا ہے۔ جب اس کو روپیہ زیادہ آتا ہے تو اس کو قربانی بھی اپنی حیثیت کے مطابق کرنی چاہیئے۔ سو من میں سے ایک من کی شرط تو چھوٹے زمینداروں کے لئے ہے۔ دراصل چھوٹے زمیندار کو بہت ہی کم بچتا ہے۔ کیونکہ اس نے گندم میں سے کمّی کو بھی دینا ہوتا ہے، اس کی گندم میں اس کے بیلوں کا بھی حصہ ہوتا ہے اور اس میں سے اس نے گورنمنٹ کو بھی کچھ دینا ہوتا ہے۔

دراصل اسے سَو من میں سے صرف چالیس من ہی بچتا ہے۔ پس گندم خریدنے والے سے سَو من والے زمیندار کی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ مَیں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت اپنی ذمہ داری کو سمجھے تو پانچ چھ ہزار من غلہ بغیر کسی تکلیف کے جمع ہو سکتا ہے۔ لیکن اب تک جو غلہ غرباء کے لئے جمع ہوتا ہے اس کی اوسط پندرہ سو من ہوتی ہے۔ اس پندرہ سَو من میں سے تین سو من تو ہمارے خاندان کا ہی ہوتا ہے۔ اور باقی بارہ سو من ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک اور کراچی سے لے کر پشاور تک تمام جماعت کا ہوتا ہے۔ کتنی قلیل مقدار ہے جو جماعت کی طرف سے دی جاتی ہے حالانکہ بہت سے گھروں میں مائیں اپنے بچوں کو کھلونوں کی جگہ آٹے کی گڑیاں بنا کر کھیلنے کے لئے دے دیتی ہیں۔ اگر وہ گڑیوں والا آٹا ہی جمع کیا جائے تو کئی سَو آدمیوں کی جان بچ سکتی ہے جو روٹی نہ ملنے کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے درد ہو۔ درد کے بغیر انسان کوئی چھوٹی سے چھوٹی قربانی بھی نہیں کر سکتا۔ پس اگر تم حقیقی مسلم ہو اور اسلام کے لئے درد رکھتے ہو تو تمہیں اسلام کے مفہوم کو ہر وقت اپنے مدنظر رکھنا چاہئے۔ اسلام کے معنے ہیں اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینا اور اس کے بندوں پر رحم کرنا لیکن وہ تمام لوگ جو اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتے وہ مسلم کہلانے کے مستحق نہیں۔ اسی طرح وہ تمام لوگ جو خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم نہیں کرتے وہ مسلم کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں

بر عکس نہند نام زنگی کافور

بھلا حبشی کا نام کافور رکھنے سے کیا بنتا ہے۔ اسی طرح کئی آدمیوں کا نام سوہنا ہوتا ہے لیکن شکل دیکھو تو آنکھیں بند کرنے کو جی چاہتا ہے۔ پس مسلم کہلانے سے کوئی شخص مسلم نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتا اور اس کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی بدصورت انسان ہو اور اس کا نام حسین رکھ لیا جائے۔ کیا اس کا نام حسین رکھنے سے واقع میں وہ حسین ہو جائے گا؟ مسلم نام اس شخص کا ہے۔ جو کلی طور پر اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور کلی طور پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول رہے۔ اگر آج اس میں تھوڑی طاقت ہے تو وہ احمدیوں کی خدمت کرے۔ اور اگر کل اسے زیادہ

طاقت اور توفیق ملے تو وہ دوسروں کی بھی خدمت کرے اور جب اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَور زیادہ طاقت حاصل ہو جائے تو وہ ساری دنیا پر احسان کرے اور ساری دنیا سے عدل و انصاف کا معاملہ کرے اور اس زمین پر اَن داتا بن جائے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہے وہ بھی ربوبیت کی صفت اپنے اندر پیدا کرے اور جس طرح اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے وہ بھی اپنے اندر رحمان اور رحیم کی صفت پیدا کرے۔ مَیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں حقیقی مسلم بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ مسلم ہونے کی حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو تقویت دے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہمارے آپس کے تعلقات برادرانہ اور مخلصانہ ہوں اور ہم ایک دوسرے کے لئے محبت کے جذبات رکھیں۔ اور ہم اپنے نفس کی قربانی کرنے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سُرخرو ہوکر پیش ہو سکیں۔ اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔" (الفضل 21 مئی 1946ء)

1: بخاری کتاب الْمَنَاقب باب مَا جَاءَ فِیْ اَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ

2: بخاری کِتَابُ الْاَدبِ باب تَعَاون الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا

3: بخاری کِتَابُ الشِّرْکَةِ باب الشِّرْکَة فِی الطَّعَامِ وَ النَّھْدِ وَ الْعُرُوْضِ (الخ)